ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 05 No. 01. January-March 2026.Page# 5004-5011
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems
https://doi.org/10.5281/zenodo.21795392

The Principle of Gradualism in the Implementation of Laws: Prophetic Strategy and Contemporary Relevance

تنفیذِ قوانین میں اصولِ تدریج: نبوی حکمت عملی اور عصری معنویت

Muhammad Zia Ul Haq
Lecturer Govt. Graduate College Talagang
Sadheer Khan (Mufti Muhammad Hassan)
Phd Scholar, International Islamic University Malaysia
mh417884@gmail.com

Abstract
This paper presents the principle of gradualism (asūl-e-tadreej) as a successful state and legal strategy in the light of the Prophet's biography (Seerah) and Shariah-based governance (Siyāsah Shar'iyyah). The primary objective of the Islamic legal system is not merely the execution of punishments or the coercive enforcement of decrees, but rather the cultivation of a peaceful society through the intellectual reform of individuals, social acceptance, and robust institutional readiness. The piecemeal revelation of the Holy Qur'an over a span of twenty-three years, alongside the step-by-step eradication of alcohol consumption, usury (riba), and other social vices during the prophetic era, serves as clear historical and jurisprudential evidence of this principle. In the contemporary era, the severe crises faced by Muslim states in law enforcement and governance stem largely from a departure from the prophetic model of gradualism and a reliance on the mechanical implementation of laws. This article advocates for positioning educational, economic, and institutional reforms as prerequisites to legislation, ensuring that modern public policy is effectively aligned with the functional principles of the prophetic state.

Keywords: *Principle of Gradualism, Law Enforcement, Seerah of the Prophet, Islamic State, Public Policy, Contemporary Relevance.*

تمہید
یہ مقالہ اصولِ تدریج کو سیرتِ نبوی ﷺ اور سیاستِ شرعیہ کی روشنی میں ایک کامیاب ریاستی اور قانونی حکمتِ عملی کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اسلامی نظامِ شریعت کا بنیادی ہدف محض سزاؤں کا اجراء یا احکام کی جبری تنفیذ نہیں، بلکہ انسانی نفوس کی فکری اصلاح، سماجی قبولیت اور مضبوط ادارہ جاتی تیاری کے ساتھ ایک پرامن معاشرے کی تشکیل ہے۔ قرآنِ مجید کا 23 سال کے طویل عرصے میں قسط وار نزول اور عہدِ رسالت میں شراب، سود اور دیگر سماجی قباحتوں کا مرحلہ وار انسداد اس اصول کے واضح تاریخی و شرعی شواہد ہیں۔ معاصر دور میں مسلم ریاستوں کو تنفیذِ قوانین اور طرزِ حکمرانی کے میدان میں جن سنگین بحرانوں کا سامنا ہے، ان کی ایک بڑی وجہ نبوی ماڈلِ تدریج سے دوری اور قوانین کا میکانکی نفاذ ہے۔ یہ مقالہ تعلیمی، معاشی اور ادارہ جاتی اصلاحات کو قانون سازی کا پیش خیمہ بنانے کی وکالت کرتا ہے تاکہ جدید پبلک پالیسی کو نبوی ریاست کے عملی اصولوں کے مطابق ڈھالا جا سکے۔

1۔ مقدمہ و تعارف (Introduction)

اسلامی قانون (شریعت) محض چند جامد ضوابط، سزاؤں یا جبری احکامات کا مجموعہ نہیں ہے، بلکہ یہ انسانی معاشرت کی فکری، اخلاقی اور عمرانی تشکیل کا ایک متحرک الٰہی ماڈل ہے۔ الٰہی شریعت کا بنیادی مقصد انسانوں پر بوجھ ڈالنا نہیں، بلکہ معاشرتی مصلحتوں کا تحفظ اور مفاسد کا انسداد ہے (جیسا کہ اصولِ فقہ میں 'مصالحِ مرسلہ' اور 'مقاصدِ شریعت' کے

مباحث سے واضح ہے)۔ اسلامی نظام قانون کی ایک ممتاز خصوصیت یہ ہے کہ یہ انسانی نفسیات، فطری استعداد اور سماجی تغیر و ارتقا کے اصولوں کے ساتھ کامل ہم آہنگی رکھتا ہے۔ اسی ہم آہنگی کو برقرار رکھنے اور معاشرے کو فکری بگاڑ سے بچانے کے لیے شارعِ حکیم نے قانون سازی اور اس کی تنفیذ میں "اصولِ تدریج" (Principle of Gradualism) کو ایک مستقل اسٹریٹیجی کے طور پر اختیار فرمایا ہے۔

لفظ 'تدریج' درجے سے نکلا ہے، جس کے لغوی معنی کسی کام کو مرحلہ وار، بتدریج اور درجہ بہ درجہ پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے ہیں۔ اصطلاحی مفہوم میں، نفاذِ قوانین میں تدریج سے مراد یہ ہے کہ معاشرے پر یک لخت قوانین کا بوجھ مسلط کرنے کے بجائے، پہلے ان کے لیے سازگار ماحول پیدا کیا جائے، عوام کا فکری و اخلاقی شعور بیدار کیا جائے، اور پھر حالات کی مناسبت سے قوانین کو مرحلہ وار نافذ کیا جائے۔ قرآنِ مجید کا یکبارگی نازل ہونے کے بجائے تیئیس (23) سال کے طویل عرصے میں قسط وار اترنا اس اصول کی کائنات کی سب سے بڑی عملی گواہی ہے۔ یہ الٰہی حکمتِ عملی اس سچائی پر مبنی ہے کہ انسانی ذہنیت، صدیوں پرانے رسوم و رواج اور معاشرتی ڈھانچے کو ایک ہی رات میں کسی جادوئی چھڑی سے تبدیل نہیں کیا جاسکتا؛ بلکہ پائیدار سماجی تبدیلی کے لیے ذہنوں کی بتدریج آبیاری ناگزیر ہوتی ہے۔

سیرتِ نبوی ﷺ کا گہرا مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست کے قیام اور قوانین کی تنفیذ میں اسی الٰہی اصولِ تدریج کا عملی اطلاق فرمایا۔ مکہ مکرمہ کے تیرہ سالہ دور میں تمام تر توجہ عقیدے کی پختگی، تزکیۂ نفس، اور فکری و اخلاقی بنیادوں کی استواری پر مرکوز رہی۔ جب یہ مضبوط فکری بنیادیں فراہم ہو گئیں، تو مدنی دور میں عبادات، معاملات، معیشت اور حدود و تعزیرات کے قوانین بتدریج متعارف کروائے گئے۔ حرمتِ شراب اور انسدادِ سود جیسے بڑے معاشی و معاشرتی قوانین کا نفاذ یک دم نہیں ہوا، بلکہ مختلف مراحل میں معاشرتی ذہن سازی کے بعد کیا گیا تاکہ ریاستی نظام اور عوامی زندگی میں کوئی خلا یا انتشار پیدا نہ ہو۔

معاصر دور میں مسلم ریاستوں کو نفاذِ قوانین اور طرزِ حکمرانی کے میدان میں جن شدید بحرانوں کا سامنا ہے، ان کی ایک بڑی وجہ نبوی حکمتِ عملی کے اس تدریجی ماڈل سے دوری ہے۔ جدید مسلم دنیا میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب بھی شریعت کے نفاذ یا قانونی اصلاحات کی کوشش کی جاتی ہے، تو اسے ایک "میکانی نفاذ" (Mechanical Implementation) یا محض جبری طاقت کے ذریعے نافذ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سوسائٹی ذہنی، تعلیمی اور ادارہ جاتی طور پر ان قوانین کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتی، جس سے ریاست اور عوام کے درمیان کشمکش، منافقت اور قانونی انتشار جنم لیتا ہے۔

زیرِ نظر مقالہ اسی تناظر میں اصولِ تدریج کی شرعی و نبوی بنیادوں کا از سرِ نو علمی جائزہ لیتا ہے۔ اس تحقیق کا بنیادی مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ نبوی ریاست نے قوانین کے نفاذ کے لیے کس طرح تعلیم، متبادل معاشی و انتظامی ڈھانچے کی فراہمی، اور فکری ارتقا کو قوانین کا پیش خیمہ بنایا۔ یہ مطالعہ محض ایک تاریخی بیانیہ نہیں ہے، بلکہ یہ جدید مسلم ریاستوں کے قانون ساز اور انتظامی اداروں (Legislative and Executive Bodies) کے لیے سیاستِ شرعیہ (Siyāsah Shar'iyyah) اور پالیسی سازی (Policy Making) کا ایک معاصر اور قابلِ عمل فریم ورک پیش کرنے کی علمی کوشش ہے۔

2۔ تحقیق کی ضرورت و اہمیت (Significance and Need of the Study)

جدید مسلم معاشروں اور ریاستوں میں قانون سازی (Legislation) اور اس کے حقیقی تنفیذی و عملی فریم ورک (Implementation Framework) کے مابین ایک گہرا خلا پایا جاتا ہے۔ عصری قانون دانوں اور پالیسی سازوں کے سامنے سب سے بڑا چیلنج یہ نہیں ہے کہ قانون کیسا ہونا چاہیے، بلکہ یہ ہے کہ بنے ہوئے قانون کو معاشرے میں کسی بڑے عمرانی و سیاسی انتشار کے بغیر کس طرح مؤثر طور پر لاگو کیا جائے۔ اس تناظر میں، نفاذِ قوانین کے مروجہ جبری اور میکانی متبادل کے طور پر سیرتِ نبوی ﷺ کا "اصولِ تدریج" ایک ایسا مثالی اور پائیدار ماڈل فراہم کرتا ہے جس کی علمی اور اطلاقی تفہیم جدید قانون سازی کے بحرانوں کا حل ثابت ہو سکتی ہے۔ اس تحقیق کی بنیادی ضرورت اور اہمیت کو درج ذیل تین اساسی پہلوؤں کے ذریعے سمجھا جاسکتا ہے:

2.1۔ معاصر مسلم ریاستوں کے تنفیذی بحران کا حل

عصرِ حاضر کی مسلم ریاستوں میں جب بھی شریعت کے قوانین یا کسی بڑی قانونی اصلاح کو نافذ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، تو عام طور پر اسے محض پارلیمنٹ کے آرڈیننس یا ریاستی جبر (State Coercion) کے ذریعے نافذ کرنے کی تگ و دو کی جاتی ہے۔ اس عجلت پسندی اور یک لخت نفاذ کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معاشرہ فکری، معاشی اور ادارہ جاتی طور پر اس قانون کے بوجھ کو اٹھانے کے لائق نہیں ہوتا، جس سے منافقت، قانونی انحراف اور بعض اوقات ریاستی رٹ کی کمزوری جیسے سنگین نتائج سامنے آتے ہیں۔ پروفیسر مشہود اے باڈرین کے مطابق، مسلم ممالک کے کلاسیکی قوانین اور جدید عالمی حقوق و سماجی تقاضوں کے مابین تضادات کو دور کرنے کے لیے ایک ایسی بتدریج قانونی حکمتِ عملی کی ضرورت ہے جو مقاصدِ شریعت کو مجروح کیے بغیر سماج کو مرحلہ وار ارتقا کی طرف لے جا سکے [1]۔ لہٰذا، یہ تحقیق یہ واضح کرنے کے لیے انتہائی اہم ہے کہ اصولِ تدریج محض ایک فقہی رعایت (Juristic Concession) نہیں ہے، بلکہ یہ کامیاب طرزِ حکمرانی اور پالیسی سازی کی ایک اساسی حکمتِ عملی ہے۔

2.2۔ انسانی نفسیات اور سماجی قبولیت کی اہمیت

قوانین کی کامیابی کا دارومدار سزاؤں کی سختی پر نہیں، بلکہ عوام کے اندر پائے جانے والے "قانونی شعور" (Legal Consciousness) اور سماجی قبولیت پر ہوتا ہے۔ صدیوں پرانے رسوم و رواج، معاشی مفادات اور فکری رویوں کو ایک ہی حکم کے ذریعے جڑ سے نہیں اکھاڑا جا سکتا۔ ڈاکٹر محمد ممتاز الدین قادری کا استدلال ہے کہ شریعت کا تدریجی ماڈل انسانی نفسیات اور سوسائٹی کے فطری ارتقا کی مکمل لاجک کو سامنے رکھتا ہے [2]۔ عہدِ رسالت میں شراب اور سود کا مرحلہ وار انسداد اس بات کا بین ثبوت ہے کہ جب تک متبادل معاشی و سماجی ڈھانچہ فراہم نہ کر دیا جائے اور افراد کا ذہن تیار نہ ہو جائے، تب تک قانون کا نفاذ تعزیری کے بجائے تخریبی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ تحقیق اس بات کی اہم ضرورت کو واضح کرتی ہے کہ معاصر قانون سازی میں متبادلات کی فراہمی اور تدریجی ذہن سازی کو قانون کا لازمی حصہ بنایا جائے۔

2.3۔ ادارہ جاتی تیاری اور تعلیمی ارتقا (Institutional Readiness)

کوئی بھی قانون اس وقت تک اچھے نتائج نہیں دے سکتا جب تک کہ ریاست کے پاس اسے عدل کے ساتھ نافذ کرنے والے تربیت یافتہ ادارے (عدلیہ، انتظامیہ، اور پولیس وغیرہ) موجود نہ ہوں۔ ڈاکٹر بہلول احمد رمز الدین کے مطابق، قانونی اصلاحات سے پہلے تعلیمی اور فکری تدریج کے ذریعے ایسے افراد کار (Human Resource) تیار کرنا ضروری ہے جو اس قانون کی روح کو سمجھتے ہوں [3]۔ مدنی ریاست کے ارتقا پر ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی تحقیقات یہ ثابت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے ایک عادلانہ نظام کے لیے اساتذہ، عمال، قضاۃ اور محتسبین کی بتدریج اکیڈمک اور اخلاقی تربیت فرمائی، جس کی وجہ سے قوانین کا نفاذ معاشرے پر بوجھ بننے کے بجائے نعمت بن گیا [4]۔ یہ مقالہ اس لیے بے حد اہم ہے کہ یہ جدید مسلم ریاستوں کے قانون ساز اداروں کو یہ فکر دیتا ہے کہ وہ جبری تنفیذ کے بجائے ادارہ جاتی اور تعلیمی استحکام کو اولیت دیں۔

خلاصہ یہ کہ یہ تحقیق محض ایک نظریاتی بحث نہیں ہے، بلکہ یہ سیاستِ شرعیہ (Siyāsah Shar'iyyah) کے مروجہ اصولوں کو جدید پبلک پالیسی کے ساتھ جوڑنے اور مسلم ممالک کے قانون سازوں کو ایک پائیدار، پرامن اور قابلِ عمل تنفیذی فریم ورک فراہم کرنے کے لیے کلیدی اہمیت کی حامل ہے۔

3۔ سابقہ تحقیقی لٹریچر کا جائزہ (Literature Review)

زیرِ نظر موضوع یعنی تنفیذِ قوانین میں اصولِ تدریج کے علمی ارتقا کو سمجھنے کے لیے معاصر اور کلاسیکی علمی مراجع کا جائزہ لینا ناگزیر ہے۔ اس مقصد کے لیے دستیاب علمی مراجع کو درج ذیل تین بنیادی اساسی جہتوں میں تقسیم کر کے ان کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے:

3.1۔ اصولِ تدریج کا شرعی، فقہی اور تحریکی تناظر

اصولِ تدریج کو معاصر اسلامی ابحاث میں محض ایک فقہی رخصت کے بجائے ایک انقلابی ریاستی اور دعوتی حکمتِ عملی کے طور پر دیکھا گیا ہے۔ بیسویں صدی میں مسلم دنیا کے سیاسی زوال اور سقوطِ خلافت کے بعد، احیاءِ اسلام کی تحریکوں نے سیرتِ نبوی ﷺ کے اس پہلو پر خاص توجہ دی۔ اس ضمن میں **ڈاکٹر حافظ محمد حسان سعید** نے اپنے تحقیقی مقالے **"معاصر تحریکی سیرتی ادب میں اصولِ تدریج کی روایت"** میں یہ واضح کیا ہے کہ بیسویں صدی کی اسلامی احیاء کی تحریکوں نے سیرتِ نبوی ﷺ سے اصولِ تدریج کو ایک بنیادی دعوتی اور تنفیذی اسٹریٹجی کے طور پر اخذ کیا [5]۔ تحریکی مفکرین کے ہاں تدریج کا مطلب شریعت کے احکام کو معطل کرنا نہیں، بلکہ معاشرے کو ان احکام کی قبولیت کے لیے مرحلہ وار تیار کرنا ہے۔

اصولِ تدریج کی خالص شرعی اور قانونی حیثیت پر بحث کرتے ہوئے **ڈاکٹر محمد ممتاز الدین قادری** نے اپنے مضمون **"Gradualism in application of Islam"** میں یہ ثابت کیا ہے کہ احکامِ شریعت کا مرحلہ وار نفاذ الٰہی اور نبوی حکمتِ عملی کا اساسی حصہ رہا ہے جو انسانی استعداد اور سماجی استحکام کو اولیت دیتا ہے [2]۔ قانون کا مقصد انسانی زندگی کو مفلوج کرنا نہیں بلکہ مصلحتوں کا تحفظ ہے، اور یہ مقصد تدریجی حکمتِ عملی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کے ساتھ ہی، **فرید اسحاق (Farid Esack)** کے افکار (جیسے ان کی تصانیف "The Qur'an: A User's Guide" [6] اور "SPIRIT OF LIBERATION AND JUSTICE IN FARID ESACK'S HERMENEUTICS OF THE QUR'AN" [7]) کا علمی جائزہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسبابِ نزول اور ناسخ و منسوخ جیسے روایتی علوم کو معاصر دور میں سماجی انصاف، انسانی آزادی اور تدریج کے جدید تناظر میں لاگو کرنے کی ضرورت ہے۔

3.2۔ معاصر مسلم ریاستیں اور نفاذِ شریعت کے چیلنجز

معاصر مسلم ریاستوں کے انتظامی اور قانونی چیلنجز کے حوالے سے **پروفیسر مشہود اے باڈرین** نے اپنی تحقیقی کتاب "Modern Muslim states between Islamic law and international human rights law" میں شریعت کے روایتی قوانین اور جدید عالمی حقوق کے مابین پائے جانے والے خلا کا تفصیلی تجزیہ کیا ہے، جہاں انہوں نے ریاستی قوانین کی اصلاح کے لیے تدریجی اور مقاصدی اپروچ کی ضرورت پر زور دیا ہے[1]۔

اسی طرح، نفاذِ قوانین میں اولویت اور متبادل نظام کی فراہمی پر علامہ یوسف القرضاوی کے افکار انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کے مضمون "Yusuf al-Qaradawi's Jurisprudence of Priorities" کا تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ قانون کی اندھی تنفیذ کے بجائے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ معاشرے کی فوری ضرورت کیا ہے[8]۔ جدید اسلامی ریاستوں میں حدود و تعزیرات کے فوری نفاذ سے پہلے معاشی عدل، فکری آزادی اور بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ اولین ترجیح ہونا چاہیے، جو کہ نبوی ماڈلِ تدریج کا اصل جوہر ہے۔ یہ بحث معاصر تفسیری تناظر میں بھی ملتی ہے، جیسا کہ ترک علمی جریدے "The Journal of Tafsīr Studies" کے مقالات سے واضح ہے[9]۔

3.3۔ تعلیمی و ادارہ جاتی ارتقا اور نفاذِ قانون

تعلیمی نظام اور ریاستی قوانین کے باہمی تعلق پر گفتگو کرتے ہوئے **ڈاکٹر بہلول احمد رمز الدین** نے اپنے مقالے " Landmarks of Gradualism in Islamic Education and Their Impact on Local Autonomy" میں یہ نکتہ اٹھایا ہے کہ قوانین کی جبری تنفیذ سے پہلے تعلیمی اور فکری تدریج کے ذریعے معاشرتی شعور بیدار کرنا پائیدار عمرانی تبدیلی اور خود مختاری کے لیے ناگزیر ہے[3]۔

کلاسیکی ریاستی ڈھانچے اور انتظامی استحکام کے پہلو پر **ڈاکٹر محمد حمید اللہ** نے اپنی مایہ ناز کتاب "**مسلمانوں کا نظمِ مملکت**" میں مدنی ریاست کے بتدریج ارتقا اور اس کے ادارہ جاتی ڈھانچے کی تشکیل کا تاریخی و قانونی احاطہ کیا ہے[4]۔ اس کے ساتھ ہی، **مولانا امین احسن اصلاحی** نے اپنی کتاب "**اسلامی ریاست**" میں یہ گراں قدر اصول وضع کیا ہے کہ ریاست کے پاس احتساب، عدلیہ اور انتظامیہ کا مضبوط اور تربیت یافتہ نظام موجود ہونا قوانین کے کامیاب نفاذ کی پیشگی شرط ہے[10]۔ اس فریم ورک کو سمجھنے کے لیے جدید دستوری تقابل بھی مدد ثابت ہوتا ہے، جیسا کہ معاصر امریکی دستوری ابحاث میں ظاہر کیا گیا ہے[11]۔

3.4۔ تحقیقی خلا (Research Gap)

مذکورہ بالا تمام لٹریچر کے جائزے سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اصولِ تدریج پر تحریکی، تعلیمی، اور نظریاتی پہلوؤں سے تو گراں قدر کام موجود ہے؛ تاہم، "**جدید مسلم ریاستوں کے معاصر انتظامی ڈھانچے، ریاستی پالیسی سازی (Contemporary Policy Making) اور قانون سازی کے عملی فریم ورک میں نبوی ریاست کے تدریجی ماڈل کو بطورِ گائیڈ لائن کس طرح لاگو کیا جائے؟**" اس عملی اور اطلاقی (Applied) پہلو پر موجودہ لٹریچر میں ایک واضح علمی خلا پایا جاتا ہے۔ زیرِ نظر مقالہ اسی خلا کو پُر کرنے کی ایک علمی اور تحقیقی کوشش ہے۔

4۔ اصولِ تدریج کے علمی و شرعی مبانی (Theoretical and Shariah Foundations)

اسلامی نظامِ قانون میں تدریج کوئی عارضی یا حادثاتی عمل نہیں ہے، بلکہ یہ براہِ راست الٰہی حکمتِ عملی اور سیاستِ شرعیہ کا مستقل اصول ہے۔

4.1۔ قرآنی بنیادیں (Quranic Foundations)

قرآنِ مجید کا تئیس (23) سال کے طویل عرصے میں مرحلہ وار نازل ہونا ہی اصولِ تدریج کی سب سے بڑی اور ناقابلِ تردید قرآنی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآنِ مجید میں اس تدریجی نزول کی حکمت اور قانون کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا" [12]

"اور ہم نے قرآن کو جدا جدا (حسبِ ضرورت قطعات میں) کرکے نازل کیا تاکہ آپ اسے لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سنائیں، اور ہم نے اسے بتدریج اتارا ہے"۔

اس الٰہی حکمت کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ احکامِ شریعت یک دم سوسائٹی پر بوجھ نہ بنیں، بلکہ انسانی ذہن اور معاشرتی رویے ان قوانین کو بتدریج اپنے اندر سمو سکیں۔ جب کفارِ مکہ نے اعتراض کیا کہ قرآن ایک ہی بار یکبارگی کیوں نازل نہیں کیا گیا، تو سورہ الفرقان میں واضح جواب دیا گیا کہ ایسا اس لیے کیا گیا تاکہ اس کے ذریعے رسول اللہ ﷺ اور اہلِ ایمان کے دلوں کو مضبوط کیا جائے اور ان کی فکری و اخلاقی آبیاری قدم بہ قدم کی جاسکے[13]۔

4.2۔ حدیثی و فقہی بنیادیں (Hadith Foundations)

نبوی حکمتِ عملی میں اصولِ تدریج کو واضح کرنے کے لیے محدثین اور شارحین کے مستند مراجع کے ساتھ پانچ بنیادی روایات درج ذیل ہیں:

1. **(احکامِ شرعیہ کا تدریجی ارتقا):**

- **«إِنَّمَا نَزَلَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُورَةٌ مِنَ الْمُفَصَّلِ فِيهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، حَتَّى إِذَا ثَابَ النَّاسُ إِلَى الإِسْلاَمِ نَزَلَ الْحَلاَلُ وَالْحَرَامُ، وَلَوْ نَزَلَ أَوَّلَ شَيْءٍ لاَ تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوا لاَ نَدَعُ الْخَمْرَ أَبَدًا» [14]**
- **ترجمہ:** "قرآن میں سے پہلے مفصل سورتوں میں سے ایک سورت نازل ہوئی جس میں جنت اور دوزخ کا ذکر تھا۔ یہاں تک کہ جب لوگ اسلام کی طرف مائل ہو گئے تو حلال و حرام کے احکام نازل ہوئے۔ اگر شروع ہی میں یہ نازل ہوتا کہ شراب نہ پیو تو لوگ کہتے کہ ہم شراب کبھی نہیں چھوڑیں گے..."
- **تشریح: الحافظ ابن حجر عسقلانی** اپنی کتاب **"فتح الباری"** میں لکھتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نفوسِ انسانی کی اخلاقی تربیت اور ریاستی قوانین کی تنفیذ میں تدریج اختیار کرنا ایک الٰہی حکمت ہے تاکہ احکام کا بوجھ سوسائٹی پر یکدم محسوس نہ ہو[15]۔

2. **(انتظامی و ریاستی تدریج):**

- **«إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ...» [16]**
- **ترجمہ:** "تم اہل کتاب کے پاس جا رہے ہو، سب سے پہلے انہیں توحید کی دعوت دو، جب وہ اسے مان لیں تو نماز کی، پھر زکوٰۃ کی..."
- **تشریح: امام شرف الدین نووی** اپنی شرح **"المنہاج"** میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث احکام کی عملی تنفیذ میں اہمیت اور ترجیحات کے اعتبار سے بتدریج آگے بڑھنے کی سب سے بڑی قانونی اور فقہی دلیل ہے[17]۔

3. **(تعلیمی و فکری تدریج):**

- **«كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الأَيَّامِ كَرَاهَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا» [18]**
- **ترجمہ:** "نبی ﷺ ہمیں وعظ و نصیحت کرنے میں دنوں کا ناغہ فرماتے تھے تاکہ ہم اکتا نہ جائیں۔"
- **تشریح: علامہ بدر الدین عینی** اپنی کتاب **"عمدة القاري"** میں لکھتے ہیں کہ انسانی ذہن کی آمادگی اور سکت کے مطابق تعلیم دینا نبوی تدریج کا لازمی جزو ہے تاکہ اکتاہٹ کے باعث سماج میں قانون سے دوری پیدا نہ ہو[19]۔

4. **(قانون سازی میں تیسیر و تدرج):**

- **«يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا وَلاَ تُنَفِّرُوا» [20]**
- **ترجمہ:** "آسانی پیدا کرو اور تنگی میں نہ ڈالو، اور خوشخبری دو اور (لوگوں کو) متنفر نہ کرو۔"
- **تشریح: الحافظ ابن حجر عسقلانی** اپنی معرکۃ الآرا شرح میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں احکام کی تدریج اور نرمی کی واضح ہدایت ہے؛ ریاستی سطح پر قوانین کو یکدم سخت کرنے کے بجائے عوام کے لیے تیسیر (آسانی) کا پہلو نمایاں رکھنا چاہیے تاکہ معاشرے میں قانون کی قبولیت کا مزاج بنے[21]۔

5. **(آسان ترین طریقہ کار کا انتخاب):**

- **«مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلاَّ أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا» [22]**
- **ترجمہ:** "رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا، آپ نے ان میں سے زیادہ آسان کو چنا، بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔"
- **تشریح: امام شرف الدین نووی** اپنی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث سیاستِ شرعیہ (State Policy) کا اساسی قاعدہ ہے۔ جدید مسلم ریاستوں کے قانون ساز اداروں کے لیے اس میں یہ رہنمائی ہے کہ جب کسی ہدف تک پہنچنے کے دو جائز راستے ہوں، تو سب سے نرم اور بتدریج نافذ ہونے والے طریقے کو ترجیح دی جانی چاہیے[23]۔

5۔ سیرتِ نبوی ﷺ میں تدریج کے عملی مظاہر: کیس اسٹڈیز (Case Studies)

5.1 تعارف

اسلامی قانون سازی اور ریاستی نظم و نسق میں "اصولِ تدریج" کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہ اصول محض مصلحت پر مبنی نہیں، بلکہ انسانی نفسیات اور سماجی ارتقاء کے الٰہی قوانین کے عین مطابق ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مدنی دور میں ایک نوزائیدہ ریاست کی بنیاد رکھی، جہاں کثیر الجہتی مسائل اور قبائلی معاشرت کی پیچیدگیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قوانین کا نفاذ مرحلہ وار کیا۔ اس باب میں ہم ان عملی مظاہر کا تجزیہ کریں گے جو تدریجی حکمتِ عملی کے اہم سنگِ میل ہیں۔

5.2 میثاقِ مدینہ: کثیر المذہبی ریاست میں سیاسی تدریج

میثاقِ مدینہ اسلامی قانون سازی کی پہلی بڑی دستاویز ہے جس میں "تدریج" کا تصور واضح ہے۔ ہجرتِ مدینہ کے بعد، جب اوس، خزرج اور یہودی قبائل ایک ہی جغرافیائی حدود میں اکٹھے ہوئے، تو نبی کریم ﷺ نے انہیں ایک سیاسی وحدت (Ummah) میں پرو دیا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے مطابق، میثاقِ مدینہ نے کسی پر مذہب تبدیل کرنے کے لیے جبر نہیں کیا، بلکہ ہر گروہ کو اپنے مذہبی قوانین کے تحت زندگی گزارنے کی ضمانت دی[24]۔ یہ "سیاسی تدریج" کا پہلا قدم تھا، جس کا مقصد داخلی انتشار کو ختم کر کے ایک مستحکم دفاعی اتحاد بنانا تھا۔

5.3 حرمتِ شراب: نفسیاتی و سماجی تدریج

عرب معاشرے میں شراب نوشی ایک مستحکم سماجی عادت تھی۔ اس کی ممانعت میں قرآن نے چار مراحل اپنائے، جو آج کے جدید قانون دانوں کے لیے بھی ایک مصلحت آمیز اور نفسیاتی سبق ہیں:

- **پہلا مرحلہ (صرف نشاندہی):** سورۃ البقرہ میں یہ واضح کیا گیا کہ اس میں فائدہ کم اور گناہ زیادہ ہے[25]۔
- **دوسرا مرحلہ (وقت کی پابندی):** سورۃ النساء میں حکم دیا گیا کہ نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ[26]۔
- **تیسرا مرحلہ (شیطانی عمل):** سورۃ المائدہ میں اسے رجس (ناپاک) اور عملِ شیطان قرار دیا گیا[27]۔
- **چوتھا مرحلہ (مکمل ممانعت):** آخری حکم میں اسے سوسائٹی کی مکمل ذہن سازی اور فکری ارتقا کے بعد حتمی طور پر حرام قرار دیا گیا[28]۔

یہ تدریج اس بات کا ثبوت ہے کہ معاشرتی اصلاح کے لیے محض تعزیری قانون کافی نہیں، بلکہ افراد کی نفسیاتی آمادگی اور ذہن سازی ناگزیر ہے۔

5.4 صلح حدیبیہ: تزویراتی (Strategic) تدریج

صلح حدیبیہ کے معاہدے میں مسلمانوں نے بظاہر کمزور اور دبتی ہوئی شرائط قبول کیں، لیکن یہ سیرتِ نبوی ﷺ کا سب سے بڑا تزویراتی اور تدریجی اقدام تھا۔ پروفیسر مشہود اے باڈرین کی قانونی بحث کے مطابق، اس معاہدے نے دس سال تک جنگ کے خاتمے کو یقینی بنایا [1]۔ اس پرامن وقفے نے مسلمانوں کو دعوتِ دین کے لیے سازگار فضا دی اور قبائل عرب تک اسلام کے پیغام کو پہنچانے کا راستہ ہموار کیا، جس نے بعد میں فتح مکہ کے لیے بنیادی پیش خیمہ تیار کیا۔

5.5 فتح مکہ: عفو و درگزر اور قانونی نفاذ

فتح مکہ کے موقع پر جب طاقت اور اقتدارِ اعلیٰ مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا، تو انتقام یا یک دم جبری قوانین مسلط کرنے کے بجائے رسول اللہ ﷺ نے مکہ کے مغلوب مشرکین سے فرمایا: "لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ" (آج تم پر کوئی ملامت نہیں)[29]۔ یہ مثالی عفو و درگزر سماجی تدریج کا آخری مرحلہ تھا، جو یہ ثابت کرتا ہے کہ اسلام کا حتمی مقصد انسانوں کا قتلِ عام یا مادی غلبہ نہیں، بلکہ ان کے دلوں کی تسخیر اور فکری و اخلاقی اصلاح ہے۔

6۔ تجزیہ و تبصرہ اور عصری معنویت (Contemporary State Relevance & Discussion)

عہدِ رسالت کی نبوی ریاست کا گہرا تجزیہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہاں قانون کا نفاذ میکانکی انداز میں نہیں ہوا، بلکہ نفاذِ قوانین کا عمل مرحلہ وار تھا تاکہ معاشرہ فکری، معاشی اور ادارہ جاتی طور پر اس بوجھ کو اٹھانے کے قابل ہو سکے۔ معاصر دور میں مسلم ریاستوں کو تنفیذِ قوانین اور طرزِ حکمرانی کے میدان میں جن سنگین بحرانوں کا سامنا ہے، ان کی ایک بڑی وجہ نبوی ماڈلِ تدریج سے دوری اور قوانین کے عجلت پسندانہ نفاذ ہے۔ جب معاصر پبلک پالیسیوں میں تعزیری ڈھانچے کا نفاذ بغیر کسی تدریج کے کیا جاتا ہے، تو انتظامی بگاڑ پیدا ہوتا ہے، جس کا واضح تجزیہ معاصر قانونی ابحاث (جیسے انڈونیشین لاء ریمیشن پالیسی انیلسز) میں بھی نظر آتا ہے[30]۔

جدید ریاستوں میں قوانین کا اطلاق کرتے وقت درج ذیل اساسی نکات پر غور کرنا ناگزیر ہے:

1. **قانون سازی کا سماجی و نفسیاتی پس منظر:** کسی بھی قانون کو معاشرے پر تھوپنے سے پہلے عوام کی فکری اور نفسیاتی آمادگی کے ساتھ ہم آہنگ ہونا چاہیے۔ جب تک معاشرہ ذہنی طور پر تیار نہ ہو، قانون کا نفاذ قانونی انحراف کا سبب بن سکتا ہے۔
2. **متبادل کا نظام (Provision of Alternatives):** شراب، سود یا دیگر سماجی برائیوں کی روک تھام کے لیے محض پابندیاں لگانا کافی نہیں ہے۔ جب تک ریاست متبادل عادلانہ نظام (مثلاً بلاسود اسلامی بینکاری یا متبادل معاشی نظام) فراہم نہ کرے، نفاذِ قانون کے حقیقی ثمرات نہیں مل سکتے [28]۔
3. **مراحل کا تعین (Phased Implementation):** جدید پبلک پالیسی میں کسی بھی بڑے اصلاحی قانون کو یک لخت نافذ کرنے کے بجائے اسے چھوٹے حصوں میں تقسیم کر کے لاگو کرنا ہی اس کی پائیداری اور کامیابی کی ضمانت ہے۔

نبوی ماڈل ہمیں سکھاتا ہے کہ قانون نافذ کرنے سے پہلے تعلیمی نظام کے ذریعے فکری ارتقا اور سوسائٹی کی ذہنی آمادگی کو اولیت دینا لازمی ہے، ورنہ تعزیری قوانین محض جبری طاقت بن کر رہ جاتے ہیں اور معاشرتی استحکام پیدا کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔

7۔ نتائج اور سفارشات (Conclusion and Recommendations)

اس تحقیق کے اساسی حاصلات اور جدید مسلم ریاستوں کے قانون ساز اداروں کے لیے ٹھوس سفارشات درج ذیل ہیں:

- **میکانکی نفاذ کا خاتمہ:** جدید مسلم ممالک کو نفاذِ شریعت یا کسی بھی بڑے قانون کے نفاذ میں عجلت پسندی اور جبری طاقت کے استعمال کے بجائے نبوی حکمتِ عملی کے مطابق سماجی ارتقا کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔
- **تعلیمی ذہن سازی کو اولیت:** قانونی سزاؤں کو متعارف کروانے سے پہلے تعلیمی اور دعوتی اداروں کے ذریعے عوام کے اندر "قانونی شعور" (Legal Consciousness) اور اخلاقی پختگی پیدا کی جائے۔
- **ادارہ جاتی متبادلات کی فراہمی:** کسی بھی حرام یا ممنوعہ شے پر پابندی عائد کرنے سے پہلے سوسائٹی کو اس کا جائز اور پاکیزہ متبادل (Alternative) فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔
- **حالاتِ زمانہ کی رعایت:** عصرِ حاضر کے بین الاقوامی معاہدات اور ملکی قوانین کے تضادات کو دور کرنے کے لیے "سیاستِ شرعیہ" اور "مقاصدِ شریعت" کے تحت بتدریج اصلاحات کا نظام وضع کیا جائے۔

8۔ حوالہ جات و حواشی

[1] مشہود اے باڈرین، Modern Muslim states between Islamic law and international human rights law (پی ایچ ڈی تھیسس، یونیورسٹی آف ناٹنگھم، 2001ء)، صفحہ 42-45۔

[2] محمد ممتاز الدین قادری، "Gradualism in application of Islam،" IOSR Journal of Humanities and Social Science 7، جلد 26، شمارہ (2021ء)، صفحہ 34۔

[3] بہلول احمد رمز الدین، "Landmarks of Gradualism in Islamic Education and Their Impact on Local Autonomy،" Journal of Islamic Studies، جلد 12، شمارہ 2 (2025ء)، صفحہ 115۔

[4] محمد حمید اللہ، مسلمانوں کا نظمِ مملکت (اسلام آباد: اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، 1987ء)، صفحہ 64۔

[5] حافظ محمد حسان سعید، "معاصر تحریکی سیرتی ادب میں اصولِ تدریج کی روایت"، Al-Āfāq Islamic Research Journal، جلد 4، شمارہ 1 (2024ء)، صفحہ 182۔

[6] فرید اسحاق، The Qur'an: A User's Guide (آکسفورڈ: ون ورلڈ پبلیکیشنز، 2007ء)، صفحہ 89۔

[7] "SPIRIT OF LIBERATION AND JUSTICE IN FARID ESACK'S HERMENEUTICS OF THE QUR'AN،" Ulumuna Journal of Islamic Studies، جلد 22، شمارہ 1 (2018ء)، صفحہ 14-16۔

[8] یوسف القرضاوی، "Yusuf al-Qaradawi's Jurisprudence of Priorities،" American Journal of Islam and Society، جلد 14، شمارہ 2 (1997ء)، صفحہ 22۔

[9] "Mā Malakat Aymān in the Context of Returning to the Ontological Understanding of Chastity،" Tefsir Araştırmaları Dergisi: The Journal of Tafsīr Studies، جلد 5، شمارہ 2 (2021ء)، صفحہ 45۔

[10] امین احسن اصلاحی، اسلامی ریاست (لاہور: مکتبہ چراغِ راہ، 1986ء)، صفحہ 110۔

[11] "ISLAMIC AND AMERICAN CONSTITUTIONAL LAW: BORROWING POSSIBILITIES OR A HISTORY OF BORROWING؟،" Karamah Constitutional Law Review، جلد 8، شمارہ 3 (2019ء)، صفحہ 92۔

[12]القرآن، سورۃ الإسراء(17): آیت106۔

[13]القرآن، سورۃ الفرقان(25): آیت32۔

[14]محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح (ریاض: دار السلام، 2000ء)، کتاب فضائل القرآن، باب کیف نزل الوحی، حدیث نمبر4993۔

[15]احمد بن علی ابن حجر عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری (بیروت: دار المعرفہ، 1379ھ)، جلد9، صفحہ9۔

[16]البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، حدیث نمبر1395۔

[17]یحییٰ بن شرف النووی، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1392ھ)، جلد1، صفحہ35۔

[18]البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب ماکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتخولہم بالموعظۃ، حدیث نمبر68۔

[19]بدر الدین عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (بیروت: دار احیاء التراث العربی، د۔ت)، جلد2، صفحہ62۔

[20]البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب التیسیر فی العلم، حدیث نمبر69۔

[21]ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، جلد1، صفحہ163۔

[22]مسلم بن الحجاج النیسابوری، صحیح مسلم (ریاض: دار السلام، 2001ء)، کتاب الفضائل، باب مباعدتہ صلی اللہ علیہ وسلم للآثام، حدیث نمبر2327۔

[23]النووی، شرح صحیح مسلم، جلد15، صفحہ102۔

[24]محمد حمید اللہ، اسلامی ریاست (کنون: الواقف للخدمۃ الخیریہ، 1981ء)، صفحہ88؛ نیز دیکھیے: محمد حمید اللہ، الوثائق السیاسیہ (بیروت: دار النفائس، 1985ء)، صفحہ45۔

[25]القرآن، سورۃ البقرہ(2): آیت219۔

[26]القرآن، سورۃ النساء(4): آیت43۔

[27]القرآن، سورۃ المائدہ(5): آیت90۔

[28]یوسف القرضاوی، فقہ الأولویات (قاہرہ: دار الشروق، 1996ء)، صفحہ 112-115۔

[29]عبد الملک ابن ہشام، السیرۃ النبویہ (بیروت: دار المعرفہ، 2004ء)، جلد4، صفحہ54 (فتح مکہ کا بیان)۔

[30]"Revisiting Remissions Policy for Corruption Offenders: A Siyāsah Tasyrī'iyyah Analysis of Law No. 22 of 2022،"Journal of Siyasah Shariyyah and Public Policy، جلد3، شمارہ1 (2023ء)، صفحہ 18-24۔